40

یہ مساوات کا زمانہ ہے

(فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۲۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

گو پیچھے جو مجھے چوٹ لگی تھی اس کی وجہ سے میں ایک حالت میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کھڑے ہونے سے سر پر اثر ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے حلق میں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس تکلیف کے ایک اہم مضمون ہے۔ جس کی طرف جماعت کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ جب کبھی لوگوں کو اس امر ظاہر سے غافل دیکھتا ہوں۔ تو حیران ہوتا ہوں۔ وہ امر اسلام کی فضیلت کا کھلا نشان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا باعث ہے بہت سے لوگ اصولی طور پر اس کو بیان کرتے ہیں۔ مگر چسپاں کرنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔ وہ کیا فضیلت ہے؟ قرآن کریم میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا **الحمد للہ رب العالمین** سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جو کہ **رب العالمین** ہے تمام جہانوں کی ربوبیت وہی کرتا ہے وہ ہندوستانیوں' ایرانیوں' افغانیوں' جاپانیوں' انگریزوں' افریقنوں' امریکیوں سب کا رب ہے۔ کالے رنگ والوں کا بھی' چھوٹوں کا بھی بڑوں کا بھی۔ غرض کوئی قوم نہیں جس کا وہ رب نہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ جانوروں کا رب نہیں جانوروں کا بھی رب ہے۔ مگر چونکہ جانوروں کے رب ہونے پر بحث نہیں۔ سب مانتے ہیں۔ کہ وہ جانوروں کا رب ہے۔ یہ بحث نادانی سے انسانوں ہی میں پیدا ہوئی ہے۔ یہودی کہے گا کہ ہند کے بکرے کا بھی خدا ایسا ہی رب ہے۔ جیسا کہ شام کے بکرے کا۔ مگر ہندوستانی کے لئے وہ یہ نہیں مانے گا۔ ایک گھوڑے ایک گائے کے متعلق تو خدا کی ربوبیت کا قائل ہے مگر انسان کے متعلق نہیں۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ نجات کا دروازہ تو صرف میرے ہی لئے کھلا ہے۔ کہاں تو وہ سور کے متعلق بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کا رب ہے اور کہاں آدمی کے رب ہونے سے بھی منکر ہے۔ تو جانور کے متعلق اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو وہ بہت مخفی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا رب ہے۔ پھر بھی اس کی ربوبیت تمام جہان کے لئے رسول کریمؐ

سے پہلے ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ موسیٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہندوستان کے لئے ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ ہند کے لئے رام اور کرشن ذریعہ تھے۔ عرب اور شام و ایران کے لئے بھی موسیٰ کے ذریعہ سے ظاہر نہیں ہوئی۔ جس طرح خدا کا ایک سورج تمام دنیا کو روشنی پہنچاتا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں یہ بات نہ تھی بلکہ اس وقت چراغ کی حیثیت تھی۔ کیونکہ اس وقت اتحاد کی رسی نے دنیا کو اکٹھا نہیں کیا تھا۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ظاہر ہوئی۔ اور آپ کے وجود سے باقی تمام دروازے بند کئے گئے۔ اور صرف محمدی دروازہ کھلا رکھا گیا۔ گویا سورج نکل آیا۔ تمام دیئے بجھا دئے گئے۔ وہی لیمپ جو رات کے وقت جلتا ہے جب سورج نکلتا ہے تو اس نے دوسری چیزوں کو تو کیا روشنی دینی تھی خود اس کا وجود بھی نظر نہیں آتا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام دیئے ماند ہو گئے۔ کیونکہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رب العالمین کے مظہر تھے۔

یہ بات نئی نہیں لطیفہ کے طور پر نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس پر بہت زور دیا ہے گو وضاحت سے لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ مگر عموماً جاٹ سے جاٹ بھی اس کو جانتا ہے۔ اور معرفت کے ساتھ یہ بات احمدیوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ احمدی ہی جانتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے ہیں۔ لیکن یوں تو جانتے ہیں۔ مگر بعض معاملہ کرنے میں بھول جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہندوستانی ہے۔ یہ بنگالی ہے۔ یہ بہاری ہے۔ یہ دکنی ہے۔ یہ عربی ہے۔ یہ شامی ہے۔ گویا قومیت کی یہ حس باقی ہے۔ اگر خدا واقعہ میں رب العالمین ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آئے تھے۔ تو پھر قوموں کی تقسیم بے سود ہے ہم بنگالی وغیرہ کہیں گے۔ مگر یہ لفظ سوائے شناخت کے کچھ اثر نہیں کرے گا۔ اس لفظ کی وجہ سے حقوق میں فرق نہیں آئے گا اگر ایشیائی، یورپی، امریکی کا سوال ابھی تک باقی ہے تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عبث ہے۔ اور موسیٰ، عیسیٰ، زرتشت کی حکومت باقی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی یہ امت نہیں یا امت تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے مگر باتیں موسیٰ اور عیسیٰ کے عہد کی کرتے ہیں۔ منسوب عرب کے نبیؐ کی طرف ہوتے ہیں جس نے دنیا کو ایک کیا اور باتیں وہ کرتے ہیں جو زرتشت کے وقت کی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو تفریق قومی کو مٹا دیا گیا ہے۔ اور قومی تفریق کرنے والے اس پر قائم ہی۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ سب انسان ایک رشتہ میں منسلک ہو جائیں۔ دل میں یہ خیال نہ آئے بنگالی اور ہیں افغانی اور افریقی اور ہیں اور امریکی اور ہندی اور ہیں۔ پنجابی اور۔ جب تک اس بات کو نہیں سمجھتے اس وقت تک گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو عبث ٹھہراتے ہیں۔ آپ کی بعثت کا تو یہ منشاء ہے کہ ان تقسیموں کو مٹا دیا جائے۔ اور انسان کو سب

سے بڑا سمجھا جائے۔ تمام سیاسی جھگڑے اور اختلاف اس اختلاف قومی کے باعث ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس امر کو سمجھے۔ اس تفریق کے جھگڑے کو مٹائے۔ جب تک یہ نہ ہو۔ ہمارا تبلیغ کرنا بے سود ہے۔ اپنے دلوں سے اقوام کی تفریق کا جھگڑا نکال دو۔ اور پنجابی افغانی ایرانی کے سوال کو چھوڑ دو۔ اور یہ سمجھ لو کہ جو انسان ہے وہ ہمارا بھائی ہے۔ میرا منشاء یہ ہے کہ باپ بیٹے یا بھائی اور رشتہ داروں کے جو حقوق ہیں وہ تو رہیں گے۔ اور زبان کی وجہ سے جو اختلاف یا انس ہے وہ بھی رہے گا۔ ریل میں مختلف زبانیں بولنے والے بیٹھے ہوں۔ ہم بالطبع اس شخص سے باتیں کریں گے۔ جو ہماری سمجھتا ہے۔ یہ تو اور بات ہے۔ لیکن جہاں حقوق کا سوال آجائے وہاں قومیت کا کوئی سوال نہ ہو بلکہ انسانیت کا سوال ہو........ یہ روح پیدا کرو۔ غیروں کی طرح زبان تک محدود نہ رکھو۔ بلکہ عمل سے ثابت کرو۔ اور یہ سمجھو کہ مختلف اقوام محض شناخت کے لئے ہیں۔ اور حقوق کے لحاظ سے کوئی کسی سے کم نہیں۔

(الفضل ۲؍ فروری ۱۹۲۲ء)